ہوا۔ لوگوں کا غصہ بھڑک اٹھا ——— صدر تھانے پہنچتے پہنچتے بھیڑ جمع ہو گئی۔ اس چھوٹے سے شہر میں جس کی آبادی چالیس پچاس ہزار سے زیادہ نہ ہو گی، پانچ ہزار کا اکٹھا ہونا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ اب میں اندر تھا۔ باہر نعرے لگ رہے تھے۔ مجھے ایک لمحے کے لیے یہ خیال ضرور آیا کہ کہیں پولیس کمشنر تشدد پر نہ اتر آئے۔ لیکن باوجود یہ کہ انگریزوں کا زمانہ تھا لیکن پولیس کا ہاتھ اتنا چھٹا ہوا نہ تھا ——— آج کا زمانہ ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ کئی راؤنڈ گولی چل جاتی۔ کیوں کہ اس معاملے میں اب پولیس خاصی بے تکلف ہو گئی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اس زمانے میں اگر گولی چلتی تھی تو کوئی انکوائری وغیرہ نہیں ہوتی تھی، اب شہریوں کے مطالبے پر تحقیقاتی کمیشن مقرر ہو جاتا ہے جو سال دو سال میں اپنی رپورٹ پیش کر دیتا ہے اُس وقت تک معاملہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور لوگ بھول جاتے ہیں۔ ہاں تو شاید اسی کے پیش نظر صوبائی دار الخلافہ ناگپور سے ہدایت آئی کہ مجھے جلد از جلد بھنڈارا ضلع جیل میں منتقل کر دیا جائے۔

چنانچہ راتوں رات مجھے وہاں پہنچا دیا گیا۔ جس وقت میں وہاں پہنچا تو صبح ہو چکی تھی۔ جیل کے پھاٹک پر تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑا۔ جیل کا پھاٹک کھُلا اور میں اندر داخل ہوا۔ کیا خوبصورت جگہ تھی، ہر طرف پھول کھلے ہوئے تھے، بڑا شاندار لان تھا۔ دو رویہ روشیں تھیں، راستے صاف ستھرے تھے۔ اگر ذرا سی بھی کہیں گرد ہوتی تو دور سے دکھائی دیتی۔ میں اس وقت اِس منظر کی خوب صورتی سے متاثر ہو رہا ہوں، لیکن اس وقت مجھے وہ جگہ بہت بُری لگی۔ کھلے ہوئے پھولوں کو دیکھ کر جھنجھلاہٹ ہوئی۔ وہاں کا یہ سماں بڑا عجیب سا محسوس ہوا۔ بعد میں جب میں نے اِس کیفیت پر غور کیا تو یہ خیال ضرور آیا کہ خوب صورتی اضافی ہوتی ہے۔ میں اندر سے پریشان تھا اس لیے اس حسن سے لطف اندوز نہ ہو سکا۔ یہ پھولوں کی کیاریاں مجھے ذرا بھی اچھی نہ لگیں۔

ذرا سی لکھا پڑھی ہوئی۔ پولیس والے مجھے جیلر کے حوالے کر کے چل دیے اور مجھے 'اے کلاس' میں پہنچا دیا گیا۔ وہاں اور بھی سیاسی قیدی تھے ——— کانگریسی، سوشلسٹ، کمیونسٹ ——— ان سب نے بڑی خوشدلی سے استقبال کیا۔ زیادہ تر ایسے لوگ تھے جن سے ذاتی تعلقات تھے، بعض سے سیاسی تصادم ہوتے تھے۔ ایک سی۔ ایس۔ پی لیڈر مجھے غدار کہا کرتے تھے ——— وہ بڑھے ——— مصافحہ کیا ——— میں نے کہا "آپ کا غدار آ گیا" وہ مسکرائے